جانی ہے کہ وہ ایسے اقدامات کرے جس سے نفاذ اسلام کی عملی صورت پیدا ہو۔ ورنہ بلوں کا ایوان میں پیش کیا جانا، اس پر بحث و تمحیص، اسے منظور کرنا یا نہ کرنا اس سلسلے میں بہت کچھ ہو چکا۔ اب ضرورت ہے عملی اقدامات کی۔ کہ ایوان ایسی شاندار کارکردگی پیش کرے کہ جس سے نفاذِ اسلام کی یقینی صورت پیدا ہو جائے۔ اور پاکستان میں کتاب و سنت کی بالادستی، اسلامی قوانین کا نفاذ ہو اور لوگوں کو بھی اس کی فیوض و برکات سے مستفید ہونے کا موقعہ ملے۔

ہم حکومت پاکستان سے بجا طور پر یہ توقع کرتے ہیں کہ وہ فوری طور پر دینی جماعتوں سے رابطہ قائم کر کے اس کے اعتراضات کا جائزہ لے اور انھیں ہر قیمت پر دور کیا جائے اور اسلامی جمہوری اتحاد میں شامل جماعتوں کو اعتماد میں لے کر نفاذِ اسلام کے لیے ٹھوس اقدامات کرے تاکہ قیام پاکستان کا مقصد پورا ہو اور لوگوں کی دیرینہ آرزو پایۂ تکمیل کو پہنچے۔ اس کے لیے اب محض زبانی جمع خرچ کی ضرورت نہیں بلکہ عملی اقدامات کی ضرورت ہے۔ امید ہے کہ میاں نواز شریف وزیر اعظم پاکستان اس طرف خصوصی توجہ دیں گے۔ (الواراسلام)

پروفیسر حافظ عبداللہ بہاولپوری کا سفرِ آخرت

جماعتی حلقوں میں یہ خبر بڑے درد و الم کے ساتھ پڑھی اور سنی جائے گی کہ جماعت اہل حدیث کے مایۂ ناز باعمل عالم دین، صاف گو مقرر، بے لوث مبلغ حضرت پروفیسر حافظ عبداللہ آف بہاولپور مورخہ ۲۲ اپریل بروز سوموار تقریباً ۱۲ بجے دن حرکت قلب بند ہونے سے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

وفات کی خبر پورے ملک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ چنانچہ اگلے دن تمام اضلاع سے ہزاروں متعلقین اور تلامذہ نے جنازہ میں شرکت کی۔ آہوں اور سسکیوں کے ساتھ انھیں سپرد خاک کیا گیا۔

اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ

موصوف جماعت اہل حدیث کے ایک مخلص اور بے باک ترجمان، مسلکی حمیت و غیرت سے سرشار، دین اسلام کے سچے پاسبان، بلند پایہ خطیب، سادہ مگر پُر وقار اور بے لوث خدمت گزار تھے۔ حق گوئی ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ اس حیثیت سے اپنے بھی اُن سے نالاں تھے۔ "اصلاح اہل حدیث" ان کا خاص موضوع تھا۔ طرز تخاطب میں تعریض کی نیش زنی کے ساتھ اخلاص و خیر خواہی کی تیش بینی بھی شامل ہوتی تھی۔ وہ توحید و سنت کے ایسے جرنیل تھے جنہیں کبھی پسپائی کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔ جرأت و ہمت اور عزم و اعتماد کے ساتھ باطل کی سرکوبی کرتے۔ اگرچہ ابتلاء و آزمائش کے بڑے صبر آزما اور زہرہ گداز مراحل آئے مگر انھوں نے بڑی پامردی اور جانفشانی سے مردانہ وار ان کا مقابلہ کیا۔ چنانچہ ایک وہ وقت تھا کہ ریاست بہاولپور میں اہل حدیث کا نام سننا بھی گوارا نہیں کیا جاتا تھا جب کہ وفات کے وقت شہر بہاولپور میں تقریباً چودہ مساجد حافظ صاحب کی "باقیات صالحات" ہیں جو مسلک اہل حدیث کی تعمیر و ترقی میں اپنا کردار ادا کر رہی ہیں۔ مرحوم اکیلے ہی ایک جماعت کی حیثیت رکھتے تھے۔ اس لیے انکی وفات ایک ادارہ کی وفات ہے۔ کسی عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

وَمَا كَانَ قيسٌ هلكهُ هلكُ واحدٍ

ولكنهُ بنيانُ قومٍ تهدّما

اللہ تعالیٰ نے مرحوم کے لگائے ہوئے پودے کو ان کی زندگی میں ہی تناور بلکہ ثمر آور درخت بنا دیا۔ چنانچہ اپنے پیچھے ایک ایسی زندہ دل رکھنے والی کھیپ چھوڑ گئے ہیں جو علمی لحاظ سے اگرچہ اتنی پختہ نہیں تاہم فکر و عقیدہ اور عمل و کردار کے لحاظ سے انتہائی مضبوط ہے۔

بہرحال ان کی وفات سے جماعت اہل حدیث ایک ہمدرد، انتھک مجاہد، ہمہ وقتی تبلیغ اسلام میں مصروف اور متحرک شخصیت سے محروم ہو گئی ہے۔ انھوں نے فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ہر حال میں ہر وقت مضبوطی سے تھامے رکھا۔ عمر کے لحاظ سے اگرچہ بوڑھے تھے لیکن مسلک اہل حدیث کے متعلق ان کے جذبات پورے شباب پر تھے۔ جدھر رخ کرتے باطل دُم دبا کر بھاگ جاتا۔ فتح و